10 مئی 1963

ازعدالت عظمیٰ

بنگال ناگپور کاٹن ملز

بنام

بورڈ آف ریوینیو، مدھیہ پردیش اور دیگران

(اے کے سارکر، ایم ہدایت اللہ اور جے سی شاہ جسٹسز)

محصولات — معاہدہ — سابقہ ریاست کی طرف سے مستثنیٰ — محصولات ادا کرنے کی ذمہ داری — ریاست کا انضمام — اگر بلدیہ انضمام کے بعد عائد کر سکتی ہے۔

سابقہ ریاست نندگاؤں کے حکمران نے سنٹرل پروونس ملز لمیٹڈ کے نام سے ایک مل قائم کی۔ ایک فرم نے مذکورہ مل خریدی اور اس کا نام بدل کر بنگال ناگپور کاٹن ملز لمیٹڈ رکھ دیا۔ حکمران اور اپیل کنندہ کمپنی نے یکم مارچ 1943 کو ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کے ذریعے اپیل کنندہ کمپنی کو ریاست یا علاقے کی میونسپلٹی کو محصولات ادا کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ حکمران نے مل کی طرف سے وعدہ کیے گئے کچھ فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے خود کو باندھ لیا۔ مذکورہ معاہدے کے نتیجے میں نہ تو حکمران اور نہ ہی میونسپلٹی نے کمپنی سے محصولات وصول کیے۔ 31 دسمبر 1947 کو ریاست مدھیہ پردیش کے ساتھ ضم ہو گئی۔ 20 ستمبر 1952 کو میونسپل کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں کہا گیا کہ یہ کمیٹی اپیل کنندہ کمپنی پر محصولات عائد کرے گی کیونکہ 1943 کا دربار معاہدہ اس کمیٹی پر پابند نہیں تھا۔ اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ کے سامنے آئین کے آرٹیکل 226 اور آرٹیکل 227 کے تحت ایک عرضی میں اس قرارداد کو چیلنج کیا۔ ہائی کورٹ نے درخواست کو مسترد کر دیا اور اس لیے اس عدالت میں اپیل دائر کی گئی ہے۔

قرار دیا گیا (i) کہ 1943 کے معاہدے کو قانون نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ یہ دونوں فریقوں کے درمیان معاہدے کی شکل میں ہے۔

مدھوراو پھالکے بمقابلہ ریاست مدھیہ پردیش، [1961] 1 ایس سی آر 957، نے وضاحت کی۔

مہاراجہ شری امید ملز لمیٹڈ بمقابلہ یونین آف انڈیا، [1963] ضمیمہ 2 ایس سی آر 515، پر انحصار کیا۔

(ii) کہ 1943 کے معاہدے میں طے پانے والے معاہدوں کو قانون نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ انہیں صرف ایسے معاہدوں کے طور پر سمجھا جانا چاہیے جو خود مختار کو ایک معاہدہ کرنے والے فریق کے طور پر پابند کر سکتے ہیں نہ کہ میونسپل کمیٹی کے۔

(iii) کہ حکمران کی مرضی کے اشارے کا مطلب طرز عمل کی حکمرانی کے طور پر پابند ہونا اور اس موقع کے لیے روایتی یا خصوصی طور پر وضع کردہ کسی رسمی طور پر نافذ کرنا، ایک قانون کا نتیجہ تھا لیکن ایسا معاہدہ نہیں جس میں دو فریق تھے، جن میں سے ایک حکمران تھا۔

(iv) کہ میونسپل کمیٹی کے قواعد وضوابط اور ضمنی قوانین اگرچہ اپیل کنندہ کمپنی پر لاگو ہوتے ہیں، لیکن حکمران کی اپیل کنندہ کمپنی سے محصولات وصول نہ کرنے کی خواہش کی وجہ سے التوا میں رہے، لیکن جب حکمران کی خواہش ختم ہو جائے تو ان کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(v) کہ حکمران کی یہ خواہش کہ محصول کو جمع نہیں کیا جانا چاہیے اس لمحے سے کام کرنا بند ہو گیا جب اس نے حکمران کا عہدہ چھوڑ دیا اور اس لیے میونسپل کمیٹی کی قرارداد ترتیب میں تھی اور اپیل گزار پر پابند تھی۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی سول اپیل نمبر 416-

متفرق میں مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 4 اپریل 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔ 1956 کی پٹیشن نمبر 546-

اپیل کنندہ کی طرف سے ایس ٹی دیسائی اور جی سی ماتھر۔

جواب دہندہ نمبر 2 کی طرف سے ہندوستان کے سالیسیٹر جنرل ایچ این سنیل اور اے جی رتنا پرکھی۔

30 جولائی 1963۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ۔ جے– یہ 4 اپریل 1959 کو مدھیہ پردیش کی ہائی کورٹ کے ایک حکم کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے جس میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپیل کنندہ کی طرف سے دائر درخواست کو مسترد کیا گیا تھا۔ اس درخواست کے ذریعے، اپیل کنندہ نے بورڈ آف ریونیو کے 15 ستمبر 1956 کے ایک حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے سرٹیریری کی رٹ طلب کی، جس کے ذریعے میونسپل کمیٹی، راجنند گاؤں کے اپیل کنندہ سے محصولات عائد کرنے کے حق کو تسلیم کیا گیا، اور ایک مینڈمس کے لیے، کمیٹی کو ہدایت کی گئی کہ وہ درج ذیل حالات میں اپیل کنندہ سے محصولات وصول نہ کرے :

اپیل کنندہ، بنگال ناگپور کاٹن ملز لمیٹڈ، راجنند گاؤں، انڈین کمپنیز ایکٹ کے تحت شامل ایک محدود کمپنی ہے، اور کلکتہ میں اپنے ہیڈ آفس کے ساتھ راجنند گاؤں کے طور پر ٹیکسٹائل بنانے کا کاروبار کرتی ہے۔ راجنند گاؤں ریاست مدھیہ پردیش میں ضم ہونے سے پہلے ایسٹرن اسٹیٹس ایجنسی گروپ میں سابقہ ریاست نند گاؤں کا دار الحکومت تھا۔ سینٹرل پروونس ملز لمیٹڈ کے نام سے ایک مل 1893 میں اس وقت کے حکمران راجہ بہادر بلرام داس نے قائم کی تھی، جو زیادہ تر حصص کے مالک تھے۔ مل بھاری نقصانات کی وجہ سے مشکلات

میں تھی، اور 1896 میں حکمران نے اسے میسر شا والیس اینڈ کمپنی کو فروخت کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ 5 اگست 1896 کو حکمران نے شا والیس اینڈ کمپنی کو ایک خط لکھا، جس میں وعدہ کیا گیا کہ اگر کمپنی اسے خریدتی ہے تو وہ مل کی مختلف طریقوں سے مدد کرے گی۔ اس مل کو میسرس نے خریدا تھا۔ 13 ستمبر 1896 کو شا والیس اینڈ کمپنی کا نام بدل کر بنگال ناگپور کاٹن ملز لمیٹڈ رکھ دیا گیا۔ 1897 میں، راجہ بہادر اور شا والیس اینڈ کمپنی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں دیگر کے علاوہ درج ذیل شرائط شامل تھیں :

"2. راجا نئی کمپنی کو اس کے تیار کردہ سامان کو محصولات سے آزاد کرنے کے خصوصی استحقاق کے ذریعے اور درآمدی سامان پر فی روپیہ تین پائی کے موجودہ محصول کو بڑھا کر جو کہ مذکورہ ریاست سے باہر دیگر ملوں کی پیداوار ہے، ایک انافی روپیہ ایڈ ویلیوم تک بڑھا کر مدد کرے گا۔

3. راجا کی وجہ سے نئی کمپنی کے ذریعے نندگاؤں میں درآمد کی جانے والی اشیا جیسے کپاس، ایندھن، تیل، اسٹورز اور سی (جیسا کہ اصل میں ہے) پر اسی پیمانے پر ٹیکس لگایا جائے گا جو ناگپور میونسپلٹی کے ذریعے ناگپور میں کپاس کی ملوں کے ذریعے درآمد کی جانے والی اشیا پر لگایا جاتا ہے۔

"6. راجہ اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ پرانی کمپنی کے خلاف اس کے ذاتی دعوؤں کو فروخت کی تاریخ سے انڈر ٹیکنگ ایجنٹوں کے ذریعے خارج سمجھا جائے گا جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ نئی کمپنی نئے کمپنی کے حصص کے سرمائے پر سالانہ دس فیصد کے منافع کے مالکان کو اس طرح کے خالص منافع میں سے ادائیگی کے بعد نئی کمپنی کے تمام خالص منافع پر پچیس فیصد سالانہ رائلٹی ادا کرے گی جس میں ایسی سرمایہ بھی شامل ہے جو ڈبینچر کے ذریعے اکٹھا کی جاسکتی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوسری ملوں کے ذریعہ تیار کردہ درآمدی سامان پر محصول کے اضافے سے بعد میں ریاست کی تجارت اور تجارت میں رکاوٹ پیدا ہوئی، اور اپیل کنندہ کمپنی کو تحفظ سے دستبردار ہونے پر آمادہ کیا گیا، اور میونسپل کمیٹی نے 13 اپریل 1901 کو منظور کی گئی ایک خصوصی قرارداد کے ذریعے فی روپیہ تین پائی کی اصل شرح کو بحال کیا۔ 29 اکتوبر 1906 کو حکمران اور اپیل کنندہ کمپنی نے ایک اور معاہدے پر عمل درآمد کیا۔ یہ ضروری تھا کیونکہ معاہدے کی درست تشریح کے بارے میں اختلافات پیدا ہو چکے تھے، اور حکمران کا اپیل کنندہ کمپنی پر رائلٹی کے لیے بڑا دعوی تھا۔ اس معاہدے میں ایک بار پھر ان مراعات کا حوالہ دیا گیا جو حکمران نے اپیل کنندہ کمپنی کو دی تھیں۔ یکم مارچ 1943 کو حکمران اور اپیل کنندہ کمپنی کے درمیان ایک اور معاہدہ ہوا۔ یہ معاہدہ یکم جنوری 1941 سے نافذ ہوا۔ اسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور حصہ III میں مراعات کا حوالہ درج ذیل الفاظ میں دیا گیا تھا:

1896 کا معاہدہ۔

"III. صرف اس طرح محفوظ کریں جیسا کہ مذکورہ بالا انداز میں ترمیم کی گئی ہے، اصل معاہدے کی تصدیق درست اور موجود ہونے کے طور پر کی گئی ہے۔

اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اصل معاہدے میں ترمیم کی وجہ سے کمپنی کی طرف سے اسے دی گئی راحت پر غور کرتے ہوئے دربار اعلان کرتا ہے کہ دربار اس کے بعد ہر وقت کمپنی کو اپنے خصوصی حق میں برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کے لیے اپنے اختیار اور اختیار کا استعمال کرے گا اور اس طرح کمپنی اور خاص طور پر دربار کو حاصل ہونے والے مراعات اور حقوق کی تصدیق کرتا ہے جس کا مقصد چیف کو اس وقت کمپنی کے ساتھ پابند کرنا ہے. بی

1 یہ کہ کمپنی اصل معاہدے کی کرنسی کے دوران کمپنی کے ذریعہ تیار کردہ کسی بھی سامان پر اور کمپنی کے ذریعہ ملز کے کام کرنے کے لیے اپنے استعمال کے لیے مذکورہ ریاست میں درآمد کردہ کسی بھی مشینری کے خام مال یا مل اسٹور پر مذکورہ ریاست یا راجنند گاؤں کی میونسپلٹی یا مذکورہ ریاست میں دیگر مقامی اتھارٹی کے ذریعہ عائد کردہ تمام خراج (چاہے ایکسائز محصول ہو یا دوسری صورت میں) لائسنس ٹیکس یا دیگر محصولات سے آزادی حاصل کرتی رہے گی۔

1943 کے معاہدے پر عمل درآمد کے وقت سے، میونسپل کمیٹی، راجنند گاؤں نے محصولات اور دیگر فرائض وصول نہیں کیے جن پر معاہدے کے ذریعے غور کیا گیا تھا جیسا کہ 1896 کے بعد سے نہیں کیا گیا تھا۔ 31 دسمبر 1947 کو ریاست نند گاؤں ریاست مدھیہ پردیش میں ضم ہو گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ چند سالوں سے میونسپل کمیٹی نے اپیل کنندہ کمپنی سے محصولات وصول نہیں کیے۔ 20 ستمبر 1952 کو میونسپل کمیٹی نے ایک عام اجلاس میں مندرجہ ذیل شرائط میں ایک قرارداد منظور کی :

"لہذا یہ کمیٹی فیصلہ کرتی ہے کہ 1943 کا نام نہاد دربار معاہدہ اس کمیٹی پر پابند نہیں ہے جب ریاستی حکومت نے پہلے ہی ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا ہے اور باب III کی شق 1 کے تحت چھوٹ کے مقدمات شروع کر دیے ہیں اور اس لیے کمیٹی یکم نومبر 1952 سے بنگال ناگپور کاٹن ملز پر محصولات (درآمدات پر) اور دیگر جائز واجبات عائد کرے گی۔

" 19 اکتوبر 1952 کو ڈپٹی کمشنر درگ نے قرارداد کو معطل کر دیا، لیکن 19 مئی 1953 کو مدھیہ پردیش کی حکومت نے معطلی کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ میونسپل کمیٹی نے 14 جون 1953 کو اپیل کنندہ کمپنی کو مطلع کیا کہ محصول یکم نومبر 1952 سے ماضی سے اکٹھا کیا جائے گا اور اپیل کنندہ کمپنی سے کہا کہ وہ اس تاریخ کے بعد اس کی طرف سے کی گئی درآمدات کی لاگت سمیت مکمل تفصیلات پیش کرے۔ اپیل کنندہ کمپنی نے مرکزی صوبے اور بیرار میونسپلٹیز ایکٹ کی دفعہ 83(1) کے تحت ڈپٹی کمشنر درگ کے سامنے اپیل دائر کی، جس میں محصول کے نفاذ کو چیلنج کیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر نے 13 مارچ 1954 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے نفاذ اور کیے گئے مطالبے کو کالعدم قرار دے دیا، لیکن بورڈ آف ریونیو، مدھیہ پردیش نے 15 ستمبر 1956 کو میونسپلٹیز ایکٹ کی دفعہ 83اے کے تحت کام کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ کمپنی نے مذکورہ عرضیاں کے لیے آئین کے آرٹیکل 226 اور 227 کے تحت درخواست دائر کی۔ ہائی کورٹ کی جانب سے عرضی خارج کرنے پر موجودہ اپیل دائر کی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کمپنی کا دعوی ہے کہ اسے بلدیہ کے ضمنی قوانین کے نفاذ سے مستثنی قرار دیا گیا تھا جس نے حکمران کی طرف سے محصولات عائد کیے تھے، اور تاہم اس کی مرضی کا اظہار کیا گیا تھا، اسے قانون کے طور پر سمجھا جانا چاہیے جو میونسپل کمیٹی کو پابند کرتا رہا جب

تک کہ اسے کسی دوسرے مجاز اتھارٹی کی طرف سے الگ نہیں کیا گیا۔ اس میں مزید دعوی کیا گیا ہے کہ چونکہ میونسپل کمیٹی چھوٹ دینے کی مجاز نہیں تھی، اس لیے اس کے پاس اس چھوٹ کو منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا جسے اس کے ذریعے نہیں دیا جا سکتا تھا، اور اس طرح ایک خودمختار حکمران کی طرف سے دی گئی چھوٹ کو چھین لیا جا سکتا تھا، جسے صرف مناسب قانون سازی کے ذریعے جانشین خود مختار ہی چھین سکتا تھا۔ اپیل کنندہ کمپنی مزید دعویٰ کرتی ہے کہ اگر میونسپل کمیٹی کی طرف سے منظور کردہ قرارداد میں ٹیکس عائد نہیں کیا گیا اور اسے چھوٹ کو منسوخ کرنے کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ میونسپل کمیٹی کی طرف سے کوئی چھوٹ نہیں دی گئی تھی، تب تک جب تک معاہدہ برقرار رہے گا اور اپیل کنندہ کمپنی رائلٹی ادا کرے گی، تب تک چھوٹ واپس نہیں لی جا سکتی۔ آخر میں، یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ بورڈ آف ریونیو کے ذریعے منظور کردہ حکم کو وقت کے ساتھ روک دیا گیا تھا۔

اہم سوال یہ ہے کہ کیا 1943 کا معاہدہ انضمام سے پہلے قانون کے طور پر کام کرتا تھا اور اسے میونسپل کمیٹی پر حکومت کرنے کے لیے اس وقت تک جاری رہنا چاہیے جب تک کہ اسے مناسب قانون سازی کے ذریعے منسوخ یا منسوخ نہیں کیا جاتا۔ مدھوراؤ پھالکے بمقابلہ ریاست مدھیہ بھارت (1) کے مشاہدات پر انحصار رکھا گیا ہے، جہاں یہ عدالت مشاہدہ کرتی ہے کہ اس سوال سے نمٹنے میں کہ آیا مطلق العنان بادشاہ کے جاری کردہ احکامات قانون کی طاقت رکھنے والے قوانین یا ضوابط کے مترادف ہیں یا آیا وہ محض انتظامی احکامات ہیں، یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ انتظامی احکامات اور قانون سازی کے احکامات کے درمیان فرق محض تعلیمی ہونے کا امکان ہے جہاں حکمران تمام طاقت کا ذریعہ ہے، اور یہ کہ حکمران کے تمام احکامات جو بھی جاری کیے جائیں، انہیں قانون سمجھا جانا چاہیے۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ ان مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ 1943 کے معاہدے میں شامل حکمران کے حکم کو ایک قانون کے طور پر پڑھا جانا چاہیے جس میں میونسپل کمیٹی کو اپیل کنندہ کمپنی سے محصولات کی وصولی نہ کرنے اور مل کے سلسلے میں محصولات عائد کرنے والے قانون کو منسوخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بھی دعوی کیا جاتا ہے کہ اس بات کا تعین کرنے میں کہ آیا کوئی خاص حکم قانون کی نوعیت کا حامل ہے، وہ نام جو حکم دیتا ہے فیصلہ کن نہیں ہے، اور اس کے کردار، اس کے مواد اور اس کے مقصد پر آزادانہ طور پر غور کیا جانا چاہیے۔

مذکورہ بالا مشاہدات اس عدالت کی طرف سے کچھ کلمبندیوں کے سلسلے میں کیے گئے تھے جو گوالیار کے حکمران کی طرف سے جاری کیے گئے تھے اور جس نے ایک ایسا دور قائم کیا جس کے تحت کچھ افراد تابع تھے، جو انہیں ایک ہی وقت میں فوجی پنشن دیتے تھے۔ ان کلمبندیوں کو اس عدالت نے اس وقت تک بعد کی حکومت کے پابند قوانین قرار دیا تھا جب تک کہ انہیں منسوخ یا دوسرے قوانین سے تبدیل نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد اس عدالت کے ذریعے دی مہاراجہ شری امید ملز لمیٹڈ بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر (1) کے درمیان طے شدہ مقدمے میں، اس عدالت میں پہلے والے مقدمے پر غور کیا گیا اور اس کی وضاحت کی گئی۔ مؤخر الذکر کیس زیادہ اہم ہے۔ اس صورت میں، امید ملز کی طرف سے ایک معاہدہ کیا گیا، اور جودھ پور کے مہاراجہ نے ملوں کو کچھ ٹیکسوں سے نجات دلائی اور کسی بھی وفاقی ٹیکس یا ایکسائز سے چھوٹ حاصل کرنے کا بھی وعدہ کیا جو ممکنہ طور پر عائد کیا جائے گا اگر جودھ پور انڈین فیڈریشن میں شامل ہو جائے جب یہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے تحت وجود میں آیا۔ اس معاملے میں یہ دعوی کیا گیا تھا کہ معاہدہ ایک ایسے قانون کی نوعیت کا تھا جو آنے والے خودمختار کو پابند کرتا ہے جب تک کہ اسے مناسب قانون سازی کے ذریعے منسوخ یا منسوخ نہ کیا جائے، اور اس لیے ملوں کو مرکزی ایکسائز ڈیوٹی سے چھوٹ کا حق حاصل ہے۔ اس دلیل کو اس عدالت نے قبول نہیں کیا۔ اس عدالت نے نشاندہی کی کہ جہاں ٹیکس سے استثنیٰ کی نفاذ کا انحصار کسی قانون پر نہیں بلکہ اتفاق رائے پر ہوتا ہے، اس کا نتیجہ استثنیٰ دینے والا قانون نہیں بلکہ صرف ایک معاہدہ ہوتا ہے جو معاہدے کے طور پر قابل نفاذ ہو۔ مسٹر ایس ٹی دیسائی، موجودہ معاملے میں مل کی طرف سے بحث کرتے

ہوئے، امید ملز کے معاملے کو اس بنیاد پر الگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس صورت میں وعدہ مستقبل میں دوسرے خودمختار سے چھوٹ حاصل کرنے کا تھا اور معاملے کا تناسب یہ تھا کہ ایک خودمختار دوسرے خودمختار کو پابند نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فیصلہ کیس کے اس پہلو پر بھی رکھا گیا تھا، لیکن اس معاملے میں یہ بالکل واضح طور پر بیان کیا گیا تھا کہ کوئی معاہدہ حکمران کے ذریعے نافذ کردہ قانون کے طور پر درجہ بندی نہیں کر سکتا۔ وہاں زیر غور دستاویز کے متفقہ پہلو کی طرف امید ملز کے معاملے میں اشارہ کیا گیا تھا۔ یہ واضح ہے کہ معاہدے کی شکل میں ظاہر ہونے والے حکمران کے معاہدے کو قانون نہیں سمجھا جا سکتا۔ قانون کو قانون سازی کی روایتی شکلوں کی پیروی کرنی چاہیے اور اس کا اظہار پابند طرز عمل کے طور پر کیا جانا چاہیے۔ قوانین کے نفاذ کے لیے عام طور پر ایک قائم شدہ طریقہ ہوتا ہے، اور قوانین، جب نافذ کیے جاتے ہیں، تو ان کی بھی ایک الگ شکل ہوتی ہے۔ یہ حکمران کی مرضی کا ہر اشارہ نہیں ہے، تاہم اس کا اظہار کیا گیا ہے، جو ایک قانون کے مترادف ہے۔ مرضی کا اشارہ جس کا مقصد طرز عمل کے اصول کے طور پر پابند ہونا ہے اور اس موقع کے لیے روایتی یا خصوصی طور پر وضع کردہ کسی رسمی طور پر نافذ کیا گیا ہے، اس کے نتیجے میں ایک قانون بنتا ہے لیکن ایسا معاہدہ نہیں ہوتا جس میں دو فریق ہوتے ہیں، جن میں سے ایک حکمران ہوتا ہے۔

اس زاویے سے دیکھا جائے تو یہ بالکل واضح ہے کہ 1943 کی دستاویز کا مقصد محض متفقہ طور پر پابند ہونا تھا نہ کہ حکمران کے حکم سے۔ حکمران نے مل کی طرف سے وعدہ کیے گئے کچھ فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے خود کو پابند کر لیا۔ دستاویز میں الفاظ نہیں ہیں کیونکہ عام طور پر قانون کی توقع کی جاتی ہے۔ یہ ایک معاہدے اور حصہ III کو ریکارڈ کرتا ہے جہاں مراعات ہوتی ہیں اسے ایک معاہدے کے طور پر بھی بیان کیا جاتا ہے اور دونوں فریقوں کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں واقف زبان کا استعمال کرتا ہے۔ حصہ III کا تفصیل سے حوالہ دینا ضروری نہیں ہے، لیکن الفاظ،

"اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اصل معاہدے میں ترمیم کی وجہ سے کمپنی کی طرف سے اسے دی گئی راحت پر غور کرتے ہوئے دربار اعلان کرتا ہے کہ دربار اس کے بعد ہر وقت کمپنی کو اپنے خصوصی حق میں برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کے لیے اپنے اختیار اور اختیار کا استعمال کرے گا اور اس طرح کمپنی اور خاص طور پر دربار کو حاصل ہونے والے مراعات اور حقوق کی تصدیق کرتا ہے جس کا مقصد چیف کو فی الحال پابند کرنا ہے۔

اس بات کی نشاندہی کریں کہ دربار ماضی میں اپیل کنندہ کمپنی کی طرف سے کی گئی کچھ کارروائیوں اور دیگر پر غور کرتے ہوئے خود کو پابند کر رہا تھا، جنہیں اپیل کنندہ کمپنی نے مستقبل میں انجام دینے کا عہد کیا تھا۔ لہذا یہ دستاویز اسی نوعیت کی ہے جس پر امید ملز کے معاملے میں غور کیا گیا تھا جہاں خودمختار نے اپنے آپ کو قانون کی حکمرانی میں نہیں بلکہ ایک معاہدے میں ظاہر کیا تھا۔ موجودہ دستاویز کلمبند یوں سے ممتاز ہے جس نے نہ صرف یہ حکم دیا تھا کہ پنشن ادا کی جائے بلکہ مراعات کے جانشینی کے قوانین اور اس قسم کی میعاد بھی طے کی تھی جس سے کھائے دار کو فی الحال لطف اندوز ہونا تھا۔ لہذا، ہم مطمئن ہیں کہ موجودہ معاملے میں، 1943 کے معاہدے میں ختم ہونے والے معاہدوں کو قانون نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ انہیں صرف ایسے معاہدوں کے طور پر سمجھا جانا چاہیے جو خودمختار کو ایک معاہدہ کرنے والے فریق کے طور پر پابند کر سکتے ہیں لیکن میونسپل کمیٹی کو نہیں۔

میونسپل کمیٹی نے پہلے ہی ریاست میں محصولات عائد کر دیے تھے لیکن حکمران نے میونسپل کمیٹی کو حکم دیا کہ وہ معاہدے کی وجہ سے

اپیل کنندہ کمپنی سے واجبات وصول نہ کرے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ دیوان، جس نے 1943 کا معاہدہ کیا تھا، مقامی حکومت اور بلدیہ کا چیف آفیسر بھی تھا،لیکن معاہدے میں داخل ہونے میں دیوان کی صلاحیت بلدیہ کے سربراہ یا نندگاؤں ریاست کی مقامی حکومت کی حیثیت سے اس کی صلاحیت سے مختلف تھی۔محصول کی وصولی کو آگے بڑھانے میں دیوان کے طور پر اس کی کارروائی بلدیہ کی طرف سے نہیں بلکہ خودمختار کی طرف سے کی گئی تھی۔اس طرح نتیجہ خیز مؤقف یہ تھا کہ خودمختار نے معاہدے کی وجہ سے اپیل کنندہ کمپنی سے محصولات وصول نہیں کیے، اور میونسپل کمیٹی کے قواعد وضوابط، اگرچہ وہ اپیل کنندہ کمپنی پر لاگو ہوتے تھے، حکمران کی خواہش کی وجہ سے سسپنس میں رہے۔ریاست کے ریاست مدھیہ پردیش میں ضم ہونے کے بعد اور میونسپل کمیٹی کو کسی بھی طرح حکمران یا اس کے معاہدے کے ذریعے کنٹرول نہیں کیا گیا، اپیل کنندہ کمپنی پر محاصرے کا نفاذ اس تاریخ سے نافذ ہونا شروع ہوا جس کا تعین میونسپل کمیٹی نے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔انضمام کے بعد میونسپل کمیٹی حکمران کی خواہش کے تابع نہیں رہی، اور کچھ عرصے کے لیے اس نے اپیل کنندہ کمپنی سے محصولات وصول نہیں کیے کیونکہ آنے والی حکومت رائلٹی قبول کر رہی تھی۔ 1952 میں، میونسپل کمیٹی نے ریاست میں ٹیکس کے اصل نفاذ کے مطابق اپیل کنندہ کمپنی سے محصولات وصول کرنے کا فیصلہ کیا اور ایسا کچھ بھی نہیں تھا جو کمیٹی کی راہ میں حائل ہو۔یہ قرارداد نہ تو محصول کا نیا نفاذ تھا کیونکہ یہ پہلے ہی نافذ کیا جا چکا تھا اور نہ ہی چھوٹ کی منسوخی تھی کیونکہ میونسپل کمیٹی نے اپیل کنندہ کمپنی کو چھوٹ نہیں دی تھی۔قرارداد میں صرف اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ کسی خاص تاریخ کو اور اس سے میونسپل کمیٹی اس محصولات کو بازیافت کرے گی جو اس نے بہت پہلے ہی سب پر عائد کر دیا تھا اور جس کے تابع اپیل کنندہ بھی تھا اور جواب کو نڈم خودمختار کی مرضی سے متاثر نہیں تھا۔حکمران کا معاہدہ صرف بالواسطہ طور پر میونسپل کمیٹی کو پابند کرتا تھا، کیونکہ حکمران جس کے پاس وصولی کی رقم جاتی، اس نے اسے ترک کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی، لیکن حکمران کی یہ خواہش کہ محصول جمع نہ کیا جائے اس لمحے سے کام کرنا بند کر دیا جب وہ حکمران نہیں رہا تھا۔اس طرح میونسپل کمیٹی کی قرارداد ترتیب میں تھی اور مطالبہ درست تھا۔حد بندی کے بارے میں نقطہ مناسب طریقے سے ترک کر دیا گیا تھا کیونکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document